

# شريكة الحسين حضرت زينب کبری (س) کی حالات زندگی

<"xml encoding="UTF-8?>



شريكة الحسين حضرت زينب کبری (س) کی ولادت با سعادت

حضرت زینب کی حیات طبیہ کو دیکھتے ہیں تو سیدہ زینب ایک فرد نہیں بلکہ اپنے مقدس وجود میں ایک عظیم کائنات سمیٹے ہوئے ہیں۔ ایک ایسی عظیم کائنات جس میں عقل و شعور کی شمعیں اپنی مقدس کرنوں سے کاشانہ انسانیت کے در و بام کو روشن کئے ہوئے ہیں، اور جس کے مینار عظمت پر کردار سازی کا ایسا پرچم لہراتا ہوا نظر آتا ہے کہ بی بی زینب کے مقدس وجود میں دنیائے بشریت کی وہ تمام عظمتیں اور پاکیزہ رفتتیں سمٹ کر ایک مشعل راہ بن جاتیں ہیں۔

عورتوں کی فطری ذمہ داریوں کو پورا کرنے اور بنی نوع آدم کو حقیقت کی پاکیزہ راہ دکھانے میں جہاں مریم و آسیہ و باجرہ و خدیجہ اور طیب و طاہر صدیقہ طاہرہ فاطمہ زیرا (س) کی عظیم شخصیت اپنے مقدس کردار کی روشنی میں ہمیشہ جبین تاریخ کی زینت بن کر نمونہ عمل ہیں وہاں جانب زینب بھی اپنے عظیم باپ کی زینت بن کر انقلاب کربلا کا پرچم اٹھائے ہوئے آواز حق و باطل سچ اور جھوٹ ایمان و کفر اور عدل و ظلم کے درمیان حد فاصل کے طور پر پہچانی جاتی ہیں۔

کربلا کی شیر دل خاتون زینب کبری ہیں جو عقیلہ بنی ہاشم کھلاتی ہیں۔ انہیں سیدہ زینب نے کربلا کی سر زمین پر کسب کمال میں وہ مقام حاصل کیا جس کی سرحدیں دائرة امکان میں آئے والے ہر کمال سے آگے نکل گئیں اور حضرت زینب کی شخصیت تاریخ بشریت کی کردار ساز ہستیوں میں ایک عظیم اور منفرد مثال بن گئیں۔

جانب سیدہ زینب کی ولادت اور رسول خدا (ص) کی خوشحالی:

حضرت زینب امام علی (ع) اور حضرت فاطمہ (س) کی بیٹی یعنی حضرت محمد (ص) کی نواسی تھیں۔ وہ 5 جمادی الاول 6ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئیں۔

جانب سیدہ کی پیدائش پر پورے مدینہ میں سور و شادمانی کی لہر دوڑ گئی۔ یوں جیسے رسول خدا کے گھر میں ان کی عزیز بیٹی حضرت فاطمہ زیرا (س) کی آغوش میں ایک چاند کا ٹکڑا اتر آیا تھا۔ خود نبی اکرم سفر

میں تھے علی ابن ابی طالب (ع) نے بیٹی کو آغوش میں لیا ایک کان میں اذان اور ایک میں اقامت کہی اور دیر تک سینے سے لگائے ٹھلتے رہے۔

مولانا علی سب سے زیادہ رسول اسلام کی آمد کے منتظر تھے کہ دیکھیں حضور اکرم اپنی نواسی کے لیے کیا نام منتخب کرتے ہیں ۔ رسول اسلام جن کا ہمیشہ سے یہ معمول تھا کہ جب بھی کہیں جاتے تو اپنی بیٹی فاطمہ کے دروازے پر سلام کر کے رخصت ہوتے تھے اور جب بھی کہیں سے واپس ہوتے تو سب سے پہلے در سیدہ پر آ کر سلام کرتے اور بیٹی سے ملاقات کے بعد کہیں اور جاتے تھے ۔

آج سب، جیسے ہی سفر سے پلٹے سب سے پہلے اپنے اہل خانہ کو سلام اور نو مولود کی مبارک باد پیش کی، رسول اسلام کو دیکھ کر سب تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے اور حضرت علی (ع) نے بیٹی کو ماں کی آغوش سے لے کر نانا کی آغوش میں دے دیا ۔ بچی کو دیکھ کر رسول خدا نے گریہ کرنا شروع کر دیا۔ کسی کے دریافت کرنے پر رسول کریم نے ارشاد فرمایا کہ: جبرائیل امین نے مجھے بتایا ہے کہ میری یہ بیٹی کربلا کے روح فرسا مصائب میں میرے حسین کے ساتھ برابر کی شریک ہو گی۔

اس کے بعد آپ نے وہاں موجود لوگوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ:

یہ میری بچی خدیجۃ الکبری کی من و عن (ہو بھو) تصویر ہے۔

روایت میں ہے کہ نبی اکرم نے پیار کیا اور کچھ دیر تامل کے بعد فرمایا : خدا نے اس بچی کا نام " زینب " منتخب کیا ہے ۔

اس لیے کہ زینب کے معنی ہیں باپ کی زینت جس طرح عربی زبان میں " زین " معنی زینت اور " اب " معنی باپ کے ہیں یعنی باپ کی زینت ہیں ۔ رسول خدا نے جناب سیدہ زینب کو اپنے سینہ اقدس سے لگا لیا اور اپنا رخسار مبارک زینب بنت علی(ع) کے رخسار مبارک پر رکھ کر اتنا گریہ کیا کہ آپ کے آنسو چہرہ مبارک پر جاری ہو گئے ۔ کیونکہ وہ جناب سیدہ زینب پر آنے والے مصائب سے آگاہ تھے ۔

کتاب قاموس اللغو میں آیا ہے کہ: لفظ زینب اصل میں وہی زین اب ہے کہ جسکا معنی اپنے باپ کی زینت ہے، تمام مؤرخین نے لکھا ہے کہ: بلند مقام فرشتے جناب جبرائیل نے اس مبارک نام کو خداوند کی طرف سے انتخاب کیا تھا اور کتنا خوبصورت نام ہے،

نشوو نما:

سیدہ زینب کا بچپن فضیلتوں کے ایسے پاکیزہ ماحول میں گذرا جو اپنی تمام جہتوں سے کمالات میں گھرا ہوا تھا جس کی طفولیت پر نبوت و امامت کا سایہ ہر وقت موجود تھا اور اس پر ہر سمت نورانی اقدار محیط تھیں رسول اسلام (ص) نے انہیں اپنی روحانی عنایتوں سے نوازا اور اپنے اخلاق کریمہ سے زینب کی فکری تربیت کی

بنیادین مضبوط و مستحکم کیں ۔

نبوٰت کے بعد امامت کے وارث مولائے کائنات نے انہیں علم و حکمت کی غذا سے سیر کیا ، عصمت کبریٰ فاطمہ زیرا نے انہیں ایسی فضیلتوں اور کمالات کے ساتھ پرورش فرمائی کہ جناب زینب تطہیر و تزکیہ نفس کی تصویر بن گئیں ۔ اسی کے ساتھ حسنین شریفین نے انہیں بچپن ہی سے اپنی شفقت آمیز توجہ کا شرف بخشا جو زینب کی پاکیزہ تربیت کی وہ پختہ بنیادین بنیں جن سے اس مخدومہ اعلیٰ کا عہد طفوٰلیت تکمیل انسانی کی ایک مثال بن گیا۔

امام سجاد کی زبان سے بی بی زینب کے علم لدنی کا مقام بیان ہونا:

**أَنْتَ بِحَمْدِ اللَّهِ عَالِمَةُ غَيْرُ مُعَلَّمَةٌ وَ فَهْمَةُ غَيْرٍ مُفَهَّمَةٌ**

اے پھوپھی اماں، آپ الحمد لله ایسی خاتون ہیں کہ جسکو کسی نے پڑھایا نہیں ہے، اور آپ ایسی عاقل خاتون ہیں کہ کسی نے آپ کو عقل و شعور نہیں دیا۔

الاحتجاج، ج 2، ص 27

### عفت و حجاب و حیاء حضرت زینب(س):

نقل ہوا ہے کہ: امیر المؤمنین علی (ع) کے کوفہ میں ایک ہمسائے نے کہا کہ: میں پانچ سال تک علی کا کوفہ میں ہمسایہ تھا، میں نے اس مدت میں علی کی بیٹی زینب کا نام سنت تھا لیکن اس مدت میں اسکو اور اسکی آواز تک کو بالکل نہیں سنا تھا، کیونکہ وہ بالکل گھر سے باہر نہیں نکلتی تھی۔

### شعوری اور فکری تربیت:

فضیلتوں اور کرامتوں سے معمور گھر میں رسول اسلام اور علی و فاطمہ کی مانند عظیم ہستیوں کے دامن میں زندگی بسر کرنے والی حضرت زینب کا وجود تاریخ بشریت کا ایک غیر معمولی کردار بن گیا ہے کیونکہ امام کے الفاظ میں اس عالمہ غیر معلمہ اور فہیمہ غیر مفہومہ نے اپنے بے مثل ہوش و ذکاوت سے کام لیکر، عصمتی ماحول سے بھر پور فائدہ اٹھایا اور الہی علوم و معارف کے آفتاب و مابتاپ سے علم و معرفت کی کرنیں سمیٹ کر خود اخلاق و کمالات بکھیرتا چراغ بن گئیں ۔

جب بھی ہم جناب زینب کی تاریخ حیات کا مطالعہ کرتے ہیں ان کے معنوی کمالات کی تجلیاں، جو زندگی کے مختلف حصوں پر محیط نظر آتی ہیں، آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہیں چاہے وہ اپنی ماں کی آغوش میں مہکتی اور مسکراتی تین چار ماہ کی ایک معصوم بچی ہو چاہے وہ کوفہ میں خلیفہ وقت کی بیٹی کی حیثیت سے خواتین اسلام کے درمیان اپنے علمی دروس کے ذریعہ علم و معرفت کے موتی نچہاور کرنے والی " عقیلہ قریش "

ہو یا کربلا کے خون آشام معرکے میں اپنے بھائی حسین غریب کی شریک و پشت پناہ ، فاتح کوفہ و شام ہو بر جگہ اور ہر منزل میں اپنے وجود اور اپنے کلیدی کردار و عمل کے لحاظ سے منفرد اور لاثانی نظر آتی ہیں۔

روایت کے مطابق حضرت زینب ابھی چار سال کی بھی نہیں ہوئی تھیں کہ علی ابن ابی طالب ایک ضرورتمند کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے اور جناب فاطمہ زبرا سے اپنے مہمان کے لیے کھانے کی فرمائش کی، معصومہ عالم نے عرض کی یا ابا الحسن ! اس وقت گھر میں کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے صرف مختصر سی غذا ہے جو میں نے زینب کے لئے رکھی ہوئی ہے یہ سن کر علی و فاطمہ کی عقیلہ و فہیمہ بیٹی دوڑتی ہوئی ماں کے پاس گئی اور مسکراتے ہوئے کہا : مادر گرامی، میرا کھانا بابا کے مہمان کو کھلا دیجئے، میں بعد میں کھا لوں گی اور ماں نے بیٹی کو سینے سے لگا لیا اور باپ کی آنکھوں میں مسرت و فرحت کی کرنیں بکھر گئیں :

" تم واقعا زینب ہو،"

جناب زینب کو بھی بچپن میں ہی نانا رسول خدا کے سایہ رحمت اور پھر چند ہی ماہ بعد اپنی درد و مصائب میں مبتلا مظلوم مان کی مادرانہ شفقت سے محروم ہونا پڑا لیکن زمانے کے ان حادثوں نے مستقبل کے عظیم فرائض کی ادائیگی کے لئے پانچ سالہ زینب کے حوصلوں کو اور زیادہ قوی و مستحکم کر دیا ۔

حضرت زینب کو حضرت محمد (ص) کی زیارت کرنے اور ان سے سیکھنے کا موقع ملا۔ جب وہ سات سال کی تھیں تو ان کے نانا کا انتقال ہو گیا ۔ اس کے تقریباً تین ماہ بعد انکی مادر گرامی حضرت فاطمہ بھی انتقال فرما گئیں۔

اور جناب فاطمہ زبرا (س) کی رحلت کے بعد علی ابن ابی طالب (ع) کے تمام خانگی امور کے علاوہ خواتین اسلام کی تہذیب و تربیت کی ذمہ داریوں کو اس طرح اپنے کاندھوں پر سنبھال لیا کہ تاریخ آپ کو " ثانی زبرا " اور " عقیلہ بنی ہاشم " جیسے خطاب عطا کرنے پر مجبور ہو گئی ۔

حضرت زینب نے نبوت و امامت کے بوسستان علم و دانش سے معرفت و حکمت پھول اس طرح اپنے دامن میں سمیٹ لئے تھے کہ آپ نے احادیث کی روایت اور تفسیر قرآن کے لئے مدینہ اور اس کے بعد علی ابن ابی طالب کے دور خلافت میں کوفہ کے اندر، با قاعدہ مدرسہ کھول رکھا تھا جہاں خواتین کی ایک بڑی تعداد اسلامی علوم و معارف کی تعلیم حاصل کرتی تھی ۔ جناب زینب نے اپنے زمانے کی عورتوں کے لئے تعلیم و تربیت کا ایک وسیع دسترخوان بچھا رکھا تھا جہاں بہت سی خواتین آئیں اور اعلیٰ علمی و معنوی مراتب پر فائز ہوئیں ۔

**حضرت زینب (س) کی ازدواجی زندگی:**

حضرت علی (ع) نے اپنی بیٹی جناب زینب کبری کی شادی اپنے بھتیجے جناب عبد اللہ ابن جعفر سے کی تھی، جن کی کفالت و تربیت، جناب جعفر طیار کی شہادت کے بعد خود نبی اکرم (ص) نے اپنے ذمے لے لی تھی اور رسول اسلام کی رحلت کے بعد علی بن ابی طالب نے ہی ان کی بھی پرورش کی تھی ۔

روایت میں ہے کہ حضرت علی نے عبد اللہ ابن جعفر سے شادی سے قبل یہ وعدہ لے لیا تھا کہ وہ شادی کے بعد جناب زینب کبری کے اعلیٰ مقاصد کی راہ میں کبھی حائل نہیں ہوں گے اگر وہ اپنے بھائی امام حسین کے ساتھ

سفر کریں تو وہ اپنے اس فعل میں مختار ہوں گی ۔

چنانچہ جناب عبد اللہ ابن جعفر نے بھی اپنے وعدے پر عمل کیا اور حضرت علی کے زمانے سے لے کر امام زین العابدین کے زمانے تک ہمیشہ دین اسلام کی خدمت اور امام وقت کی پشت پناہی کے عمل میں جناب زینب کی حمایت اور نصرت و مدد کی حضرت علی کی شہادت کے بعد جناب زینب کو اپنے شوہر کے گھر میں بھی آرام و آسایش کی زندگی میسر تھی۔ ان کے پانچ بچے ہوئے جن میں سے حضرت عون اور حضرت محمد کربلا میں امام حسین کے ہمراہ شہید ہو گئے ۔

### جناب زینب (س) کی اپنے بھائی امام حسین (ع) سے محبت:

جناب عبد اللہ اقتضادی اعتبار سے اچھے تھے انہوں نے ہر طرح کی مادی و معنوی سہولیات حضرت زینب کے لئے مہیا کر رکھی تھیں ۔ وہ جانتے تھے جناب زینب کو اپنے بھائیوں امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) سے بہت زیادہ محبت کرتی ہیں اور ان کے بغیر نہیں رہ سکتیں لہذا وہ اس راہ میں کبھی رکاوٹ نہیں بنے ۔

خاص طور پر جناب زینب امام حسین سے بہت زیادہ قریب تھیں اور یہ محبت و قربت بچپن سے ہی دونوں میں پیروزی پا رہی تھی چنانچہ روایت میں ہے کہ جب آپ بہت چھوٹی تھیں ایک دن جناب سیدہ فاطمہ نے پیغمبر اسلام سے عرض کی کہ بابا !

مجھے زینب اور حسین کی محبت دیکھ کر کبھی کبھی حیرت ہوتی ہے یہ لڑکی اگر حسین کو ایک لمحے کے لیے نہیں دیکھتی تو بے چین ہو جاتی ہے، اس وقت رسول اسلام نے فرمایا تھا :

بیٹی ! وہ مستقبل میں اپنے بھائی حسین کی مصیبتوں اور سختیوں میں شریک ہو گی۔ یہ سنتے ہی جناب زینب عظیم مقاصد کے تحت آرام و آسائش کی زندگی ترک کر دی اور جب امام حسین کے ساتھ ہر محاذ پر شریک سفر رہیں ۔

ثانی زیرا کو بچپن ہی سے اپنے بے مثال بھائی حضرت امام حسین سے خصوصی محبت و الفت تھی۔ روایات میں آتا ہے کہ بچپن میں بھی اگر آپ کو تھوڑی دیر کے لیے امام حسین کے چہرے کی زیارت نصیب نہ ہوتی تو آپ پر گریہ طاری ہو جاتا تھا۔ یہ محبت و الفت بچپن سے کربلا تک اس درجہ کمال کو پہنچ چکی تھی جہاں یک جان دو قالب کی صورت پیدا ہو گئی اور حضرت امام حسین جیسی شخصیت نے واقعہ کربلا کے دوران حضرت زینب سے مشاورت فرمائی۔ یہی سبب ہے کہ واقعہ کربلا میں آپ نے امام حسین کی پیروی میں نہ صرف بہ تمام و کمال پیش آنے والے تمام مصائب کو برداشت کیا، بلکہ اپنے دو بیٹوں حضرت عون و محمد کو بھی راہ خدا میں فدا کیا۔ اور اس کے بعد کربلا سے کوفہ و شام تک بے پردازی کے عالم میں بھائی کے پیغام کو عام کرتی چلی گئیں، اسی لیے آپ کو شریکۃ الحسین بھی کہا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ بھی زینب کو ام المصائب بھی کہا جاتا ہے، وہ اس لیے کیوں کہ آپ نے مسلسل غم و آلام نہایت قریب سے دیکھے۔ اول اول پانچ برس کی عمر میں حضور ختمی مرتبت کی رحلت پر گھر میں صرف ماتم دیکھی۔ پھر اپنی والدہ ماجدہ بی بی فاطمۃ الزیرا کی وفات پر غم و الہ کا شکار ہوئیں۔ پھر اپنے والد محترم

حضرت علی ابن ابی طالب کی شہادت کا غم سہا، اس کے بعد بڑھ بھائی امام حسن کے جگر کو ٹکڑھ ٹکڑھ ہوتے دیکھا اور آخر میں اپنے چھبیتے برادر حضرت امام حسین کی شہادت اپنی آنکھوں سے دیکھی۔ حضرت امام حسین سے پہلے کے تمام واقعات و حادثات کا مشاہدہ کربلا کے لیے آپ کا تربیتی اثناء قرار پایا اور یوم عاشور آپ نے اپنے بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں اور بیٹوں کو خون میں غلطان دیکھا، مگر اللہ کے شکر کے سوا آپ کی زبان مبارک سے کوئی اور لفظ نہ نکلا۔

حضرت زینب کی طبیعت میں عبادت و پرہیزگاری کا عنصر نہایت غالب دکھائی دیتا ہے۔ تمام غم و آلام پوری خندہ پیشانی سے سہتی رہیں، مگر عبادات خداوند میں کوئی کمی نہیں آئی۔

امام زین العابدین (ع) فرماتے ہیں: میری بھوپھی نے تمام سفر و اسیری کے دوران کبھی نماز قضا نہ کی اور وقت رخصت آخر امام حسین نے بھی اپنی بہن زینب سے فرمایا تھا کہ: اے بہن! مجھے اپنی نماز شب میں فراموش نہ کرنا۔

یہ سند ہے کہ حضرت زینب نہایت عبادت گزار اور پرہیزگار شخصیت تھیں۔ آپ کو ثانی زیرا کہنے کی وجہ غالباً یہی ہے کہ آپ حسبي و نسبی اعتبار سے کئی منازل میں حضرت فاطمة الزبرا سے مماثلت رکھتی ہیں۔ حضرت فاطمة الزبرا نے آغوش رسالت میں پورش پائی تو حضرت زینب کو آغوش رسالت و ولایت میسر آئی۔ حضرت فاطمة الزبرا کی والدہ ماجدہ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبری ہیں تو حضرت زینب کی والدہ خاتون جنت حضرت فاطمة الزبرا ہیں۔ حضرت خدیجہ کے دو فرزند راہ خدا میں شہید ہوئے تو حضرت زینب نے بھی اپنے دو بیٹے راہ خدا میں فدا کیے۔

11 محرم الحرام کو یوم زینب کا مقام حاصل ہوا اور آپ پر مصائب کی انتہا ہو گئی۔ راہ کوفہ و شام کا سر برہنہ سفر آپ کے مصائب کی ہمت و جرأت کا امتحان ثابت ہوا۔ اللہ اکبر! زینب اس مقام سے بھی سرخرو گزریں اور کوفہ و شام میں آپ کے بھرپور خطبات ثابت کرتے ہیں کہ آپ نے بغیر کسی گھبرائی و خوف کے کبھی راہ کوفہ میں تو کبھی دربارِ یزید میں نہایت جرأت و شجاعت کے ساتھ ظالم کے ظلم اور مظلوم کے حق کی وضاحت فرمائی۔ ان خطبوں کی علمیت، ان کی اہمیت اور اندازِ خطابت حضرت علی کے خطبات کی یاد دلاتا ہے اور ان سے حضرت زینب کی علمیت و تدبیر کی عکاسی ہوتی ہے۔

واقعہ کربلا میں حضرت زینب کی ذاتِ اقدس محض ایک بہن کی نہیں ہے، صرف ایک ماں کی نہیں ہے، صرف ایک مجاہدہ اور خطیبہ کی نہیں ہے، بلکہ زینب نام ہے اس شخصیت کا جس نے کربلا میں لاتعداد کرداروں کو ایک سانچے میں ڈھالتے ہوئے دین حق کی سربلندی میں عورت کے عظیم کردار کی وضاحت کی ہے۔ کربلا میں آپ کی شخصیت سے قریب قریب ہر شعبہ بائی زندگی سے متعلق بدایت آفرین کردار کی نشان دہی ہوتی ہے۔

جناب زینب وہ پاکیزہ سیرت خاتون ہیں جو اپنے والد حضرت علی (ع) اور اپنی والدہ حضرت فاطمه زبرا (س) کی سیرت و گفتار پر صدق دل سے ایمان رکھتی تھیں اور اخلاق و آداب میں مہربان، صادق اور مہذب و مؤدب خاتون تھیں وہ دوسروں کی جان کی حفاظت کے لئے اپنی جان کو خطرنوں میں ڈال دیا کرتی تھیں اور تمام میدانوں میں دوسروں کو خود پر مقدم رکھتی تھیں۔ معرکہ کربلا میں آپ حتیٰ کہ اپنے حصے کا پانی بھی نوش نہیں فرماتی تھیں بلکہ بچوں کو پلا دیا کرتی تھیں۔ ایسے بحرانی حالات اور مصائب و آلام کے ماحول میں جہاں

ہر انسان کے قدم متزلزل ہو جایا کرتے ہیں۔ جناب زینب ثابت قدم رہیں، ظالموں اور جابریوں سے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور موقع و محل کے مطابق گوناگوں حالات میں بہترین کردار کامظاہرہ کیا۔ آپ نے کبھی دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے عظیم خطبویں کے وار سے ان کے دلوں پر کاری ضربیں لگائیں تو کبھی، غمزدہ بیبیوں اور بچوں کی تسکین کے لئے نرم و مهربان مشفقاتی لرجے میں دلجوئی کی اور امام وقت سید سجاد زین العابدین کی جان کی حفاظت کرتے ہوئے انہیں جلتے ہوئے شعلوں سے نکال کر امام حسین کے بعد حسینی انقلاب کی قیادت و پاسبانی کے فرائض ادا کئے اور ایسے خطرناک مراحل میں صرف خداوند عالم سے مدد طلب کی۔ آپ نے کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام کے سفر کے دوران ظالم و جابر ستمگروں کے دربار اور لوگوں کے ہجوم میں اپنے حکیمانہ خطبویں اور تقریروں سے کربلا کے انقلاب کو حیات نو عطا کی۔ خطبویں اور تقریروں کی فصاحت و بلاغت آپ کے علم و کمال کے ساتھ دیگر شخصی خصوصیتوں کی بھی عکاسی کرتی ہے۔ خطابت کے علاوہ آپ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی تھی کہ آپ نے جگہ جگہ وقت و حالات کی مطابق بالکل صحیح و بجا مستحکم فیصلے کیے ہیں۔

حضرت زینب اس بات سے بخوبی واقف تھیں کہ کہاں پر نرم لرجے میں گفتگو کرنا ہے اور کہاں جوش و خروش کے ساتھ حماسہ آفریں تقریر کرنی ہے۔ اسیری کے بعد جب جناب زینب دیگر اہل حرم کے ساتھ کوفہ و شام کے دربار میں ابن زیاد اور یزید لعین کے سامنے لائی گئیں تو آپ نے تو آپ نے بے مثال خطبے پیش کئے۔ یہ خطبے ایسے حالات میں دئیے گئے جب اہل بیت پیغمبر یزیدیوں کے زر خرید غلاموں کی قید میں اذیتوں کے سخت دور سے گزر رہے تھے اور دشمن اپنی پوری طاقت و توانائی صرف کر کے اپنے زعم ناقص میں انہیں معاذ اللہ ذلیل و خوار کرنا چاہتے تھے لیکن جناب زینب نے اپنی شعلہ بار تقریروں سے ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا اور ان کی نیندیں حرام کر دیں۔ یہ خطبے اور تقریروں اس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ یہ تمام مصائب و آلام ، جناب زینب کے پائے ثبات کو متزلزل کرنے میں ناتوان تھے ایسے سخت حالات میں ایک دلشکستہ و غمگین خاتون کے ذریعے دیئے گئے وعظ خطبے اور تقریروں مخصوص الہی امداد کے بغیر ممکن نہ تھیں اور یہ چیز جناب زینب کی کرامت میں شمار ہوتی ہے۔

**حضرت زینب (س) کی پاک شخصیت کے تاریخی پہلو:**

**دین اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کی تحفظ و پاسداری:**

جناب زینب نے اپنی زندگی کے مختلف مرحلوں میں اسلامی معاشرہ میں رونما ہونے والے طرح طرح کے تغیرات بہت قریب سے دیکھے تھے خاص طور پر دیکھا تھا کہ امویوں نے کس طرح دور جاہلیت کی قومی عصبیت اور نسلی افتخارات کو رواج دے رکھا ہے اور علی الاعلان اسلامی احکامات کو پامال کر رہے ہیں، علی و فاطمہ کی بیٹی اپنے بھائی حسین کے ساتھ اسلامی اصولوں کی برتری کے لئے ہر قربانی دینے کو تیار ہو گئی ظاہر ہے جناب زینب، بھائی کی محبت سے قطع نظر اسلامی اقدار کی حفاظت اور اموی انحراف سے اسلام کی نجات کے لئے امام حسین سے ساتھ ہوئی تھیں کیونکہ آپ کا پورا وجود عشق حق اور عشق اسلام سے سرشار تھا۔

**علم و تقوی:**

کائنات کی سب سے محکم و مقدس شخصیتوں کے درمیان پورش پانے والی خاتون کتنی محکم و مقدس ہو گی

اس کا علم و تقویٰ کتنا بلند و بالا ہو گا۔ جب آپ مدینہ سے کوفہ تشریف لائیں تو کوفہ کی عورتوں نے اپنے اپنے شوہروں سے کہا کہ تم علی سے درخواست کرو کہ آپ مردوں کی تعلیم و تربیت کے لئے کافی ہیں ، لیکن ہماری عورتوں نے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ اگر ہو سکے تو آپ اپنی بیٹی زینب سے کہہ دیں کہ ہم لوگ جاپل نہ رہ سکیں ۔

ایک روز کوفہ کی اپل ایمان خواتین رسول زادی کی خدمت میں جمع ہو گئیں۔ اور ان سے درخواست کی کہ انھیں معرفت اللہ سے مستفیض فرمائیں۔ زینب نے مستورات کوفہ کے لئے درس تفسیر قرآن شروع کیا اور چند دنوں میں ہی خواتین کی کثیر تعداد علوم اللہ سے فیضیاب ہونے لگی۔ آپ ہر روز قرآن مجید کی تفسیر بیان کرتی تھیں ۔

تاریخ آپ کو "ثانی زبرا" اور "عقیلہ بنی ہاشم" جیسے ناموں سے بھی یاد کرتی ہے ۔

کوفہ میں آپ کے علم کا چرچہ روز بروز ہر مرد و زن کی زبان پر تھا اور ہر گھر میں آپ کے علم کی تعریفیں ہو رہی تھیں اور لوگ علی(ع) کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی بیٹی کے علم کی تعریفیں کیا کرتے تھے یہ اس کی بیٹی کی تعریفیں ہو رہی ہیں جس کا باپ "راسخون فی العلم" جس کا باپ باب شهر علم ہے جس کا باپ استاد ملائکہ ہے ۔

### جذبہ جہاد و ایثار سے سرشار بیٹی:

حضرت زینب نے واقعہ کربلا میں اپنی بے مثال شرکت کے ذریعے تاریخ بشریت میں حق کی سر بلندی کے لڑھ جانے والی سب سے عظیم جنگ اور جہاد و سرفروشی کے سب سے بڑے معرکہ کربلا کے انقلاب کو رہتی دنیا کے لئے جاؤدان بنا دیا۔ جناب زینب کی قربانی کا بڑا حصہ میدان کربلا میں نواسہ رسول امام حسین کی شہادت کے بعد اپلیت رسول کی اسیری اور کوفہ و شام کے بازاروں اور درباروں میں تشویر سے تعلق رکھتا ہے۔

### فصاحت و بلاغت اور نظم و تدبیر:

اس دوران جناب زینب کبریٰ کی شخصیت کے کچھ اہم اور ممتاز پہلو، حسین ترین شکل میں جلوہ گر ہوئے ہیں۔ خدا کے فیصلے پر ہر طرح راضی و خوشنود رہنا اور اسلامی احکام کے سامنے سخت ترین حالات میں سر تسلیم و رضا خم رکھنا علی کی بیٹی کا سب سے بڑا امتیاز ہے صبر، شجاعت، فصاحت و بلاغت اور نظم و تدبیر کے اوصاف سے صحیح اور پر وقار انداز استعمال نے آپ کو عظیم انسانی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں بھرپور کامیابی عطا کی ہے ۔

### سالار حق و حقیقت:

جناب زینب نے اپنے وقت کے ظالم و سفاک ترین افراد کے سامنے پوری دلیری کے ساتھ اسیری کی پروا کیے بغیر مظلوموں کے حقوق کا دفاع کیا ہے اور اسلام و قرآن کی حقانیت کا پرچم بلند کیا۔ جن لوگوں نے نواسہ رسول کو ایک ویران و غیر آباد صحراء میں قتل کر کے، حقائق کو پلتئے اور اپنے حق میں الٹا کر کے پیش کرنے کی جرات کی تھی سر دربار ان بھیمانہ جرائم کو برملأ کر کے کوفہ و شام کے بے حس عوام کی آنکھوں پر پڑھ ہوئے غفلت و بے

شرمی کے پرده چاک کیے ہیں ۔

#### انقلابی تدبیر:

باوجود اس کے کہ بظاہر تمام حالات بنی امیہ اور ان کے شرابی و زناکار حکمران یزید فاسق و فاجر کے حق میں تھے جناب زینب نے اپنے خطبوں کے ذریعے اموی حکام کی ظالمانہ مہیت برملأ کر کے ابتدائی مراحل میں ہی نواسہ رسول کے قاتلوں کی مہم کو ناکام و نامراد کر دیا۔

#### بے مثال عالمہ اور صبر و استقامت کی انతہا:

امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ بحمد اللہ میری پھوپھی (زینب س) عالمہ غیر معلمہ ہیں اور ایسی دانا کہ آپ کو کسی نے پڑھایا نہیں ہے۔

زینب کی حشمت و عظمت کے لئے یہی کافی تھا کہ انہیں خالق کائنات نے علم و دانش سے سرفراز فرمایا تھا ۔

جناب زینب ان تمام صفات کے ساتھ فصاحت و بلاغت کی عظیم دولت و نعمت سے بھی بہرہ مند تھی زینب بنت علی تاریخ اسلام کے مثبت اور انقلاب آفرین کردار کا دوسرا نام ہے ۔

زینب نے اپنے عظیم کردار سے آمریت کو بے نقاب کیا ظلم و استبداد کی قلعی کھول دی اور فانی دنیا پر قربان ہونے والوں کو آخرت کی ابدیت کی نواز حقیقت کا پاکیزہ چہرہ دیکھایا ، صبر و استقامت کا کوہ گران بن کر علی کی بیٹی نے ایسا کردار پیش کیا جس سے ارباب ظلم و جود کو شرمندگی اور ندامت کے سوا کچھ نہ مل سکا ۔

جناب زینب کو علی و فاطمہ کے معصوم کردار ورثے میں ملے امام حسن کا حسن و تدبیر جہان زینب کے احساس عظمت کی بنیاد بنا وہاں امام حسین کا عزم و استقلال علی کی بیٹی کے صبر و استقامت کی روح بن گیا ، تاریخ اسلام میں زینب نے ایک منفرد مقام پایا اور ایسا عظیم کارنامہ سر انجام دیا جو رہتی دنیا تک دنیائے انسانیت کے لئے مشعل راہ و اسوہ حسنہ بن گیا۔

زینب بنت علی (ع) تاریخ اسلام میں اپنی ایک مخصوص انفرادیت ہے اور واقعہ کربلا میں آپ کے صبر شجاعانہ جہاد نے امام حسین کے مقدس مشن کی تکمیل کو یقینی بنایا ۔ آپ نے دین اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کا تحفظ و پاسداری میں اپنا کردار اس طرح ادا کیا کہ جیسے ابو طالب (ع) رسول اللہ (ص) کی پرورش میں اپنے بھتیجے کے تحفظ کے لیے اپنی اولاد کو نچہاور کرنا پسند کرتے تھے کیونکہ ان کا ایک مقصد تھا کہ محمد بچ جائے وارت اسلام بچ جائے بالکل اسی طرح زینب کا حال یہ کہ اسلام بچ جائے دین بچ جائے چاہے کوئی بھی قربانی دینی پڑھے ۔

#### تاریخ کربلا اور انقلاب زینبی:

تاریخ کربلا اور انقلاب زینبی (ع) میں ایک نیا باب کھلتا ہے زینب اس قافلے کی قافلہ سالار اور بزرگ ہیں کہ جسکے قافلہ سالار امام حسین تھے جس کے حامی عباس (ع) علی اکبر (ع) بنی ہاشم اور امام حسین (ع) کے

باوفا اصحاب تھے ، وہ غیور مرد جن پر اہل بیت (ع) کو سکون تھا -

ایسی حمایت و نگہبانی تھی کہ سید شہدا (ع) کی حیات کے آخری لمحات تک دشمن خیموں کے پاس تک نہ بھٹک سکا ، جنگ کے دوران ابو عبد اللہ الحسین (ع) کی، لا حول ولا قوۃ الا بالله کی آواز سے ان کی ڈیارس بندھی ہوئی تھی حسین (ع) اس طرح انهیں تسلی دے رہے تھے -

بہترین عزیزوں کی شہادت پر امام زین العابدین (ع) کے بعد اس قافلہ کی بزرگ خاندان پیغمبر (ص) سے ایک خاتون ہے کہ جس کے عزم و استقلال کے سامنے پھاڑ پشیمان، جس کے صبر پر ملائکہ محو حیرت ہیں، یہ علی (ع) کی بیٹی ہے، فاطمہ (س) کی لخت جگر ہے - بنی امیہ کے ظلم کے قصرؤں کی بنیاد ہلانے والی ہے ، ان کو پشیمان و سرنگوں کرنے والی ہے جناب زینب تھیں -

یہ وہ سیدہ زینب (س) ہے جو اپنے امام (ع) کے حکم سے اولاد فاطمہ (س) کے قافلہ کی سرپرستی کرتی ہیں ، بڑی مصیبتوں اٹھانے کے بعد امام حسین (ع) اور ان کے فداکار اصحاب کے خونی پیغام کو لوگوں تک پہنچاتی ہیں -

عباس محمود عقاد مصر کے معروف مصنف نے لکھا ہے کہ:

جب زینب نے سنا کہ ابن زیاد نے علی ابن حسین کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے، تو اس نے بے درنگ فوری خود کو اپنے وقت کے امام اور اپنے بھائی کے بیٹے کے پاس پہنچایا اور ابن زیاد کو اس کے قتل کرنے سے روکا، اس جرات اور شجاعت نے ابن زیاد اور اس کے دربار میں موجود ہر بندے کو حیران کر دیا۔ یقینی طور پر اگر زینب کی یہ جرات اور شجاعت نہ ہوتی تو نزدیک تھا کہ امام حسین کی نسل کی آخری یادگار بھی ختم ہو جاتی۔

محمد جواد مغنیہ لبنان کے متفکر نے لکھا ہے کہ:

علی (ع) نے علوم کو رسول خدا بغیر کسی واسطے کے حاصل کیا تھا اور ان علوم کو اپنی اولاد کو سیکھایا تھا اور ہم تک یہ تمام علوم علی (ع) کی اولاد کے ذریعے سے پہنچے ہیں۔ اسی وجہ سے بنی امیہ نے چاہا کہ نسل علی ختم کر دیں اور انکا کوئی بھی اثر باقی نہ رہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ: شمر نے کہا تھا کہ امیر عبید اللہ کا فرمان ہے کہ: حسین کی تمام اولاد کو قتل کیا جائے اور کوئی بھی زندہ نہ بچے۔

شمر نے یہ بات اس وقت کہی تھی کہ جب علی ابن حسین کو قتل کرنے کے لیے تلوار کو نیام سے نکالا ہوا تھا، اسی وقت زینب سامنے آئی اور کہا کہ: اگر اسکو قتل کرنا ہے تو پہلے مجھے بھی ساتھ قتل کرنا ہو گا۔

شیخ صدوq نے لکھا ہے کہ: حضرت زینب کو خاص نیابت امام حسین کی طرف سے ملی ہوئی تھی، اسی لیے لوگ حلال و حرام کے مسائل میں اس سے رجوع کیا کرتے تھے، لیکن جب امام سجاد کی صحت بہتر ہو گئی تو پھر وہ یہ کام امام وقت ہونے کی وجہ سے انجام دیتے تھے۔

علامہ مامقانی نے کتاب شریف تنقیح المقال میں لکھا ہے کہ:

حضرت زینب، امام کی مقام عصمت پر فائز تھیں اور اگر ہے مقام ان کے پاس نہ ہوتا تو امام معصوم امام حسین بالکل انکو امامت اور رابنمائی کا فریضہ نہ سونپتے، یعنی جب امام سجاد بیمار تھے، تمام امور امامت اور لوگوں کے حلال حرام کے مسائل بی بی زینب ہی انجام دیتی تھیں، لہذا یہ علامت ہے کہ وہ نائب امام ہونے کے خاص مقام پر فائز تھیں۔

احتجاج طبرسی میں ذکر ہوا ہے کہ: جب علی (ع) کی بیٹی نے لوگوں کو خاموش ہونے کے لیے اشارہ کیا تو، اسی اشارے کی وجہ سے سانس لوگوں نے سینوں میں رک کر رہ گئے اور حتی اونٹوں کی گھنٹیوں کی آوازیں بھی بند ہو گئی۔

کمال السید، نے کتاب "زنی بہ نام زینب" میں لکھا ہے کہ: جب رسول خدا نے دنیا میں آئے کے بعد اپنی نواسی کو ہاتھوں پر اٹھایا، اسکو چوم کر فرمایا:

حاضر اور غائب تمام لوگوں تک یہ بات پہنچا دو کہ میری اس بیٹی کا احترام کریں، کیونکہ اس کا احترام بالکل خدیجہ کبری کی طرح ہے۔

حضرت زینب (س) رسول خدا کے خاندان کے ان افراد میں سے ہیں کہ جن کا نام خود خداوند نے انتخاب کیا ہے۔

### کوفہ کی طرف انقلابی حرکت:

11 محرم سن 61 ہجری کو اہل بیت (ع) کے اسیروں کا قافلہ کربلا سے کوفہ کی طرف روانہ ہوا ، اہل بیت (ع) کے امور کی بھاگ دوڑ امام زین العابدین (ع) کے ہاتھ میں ہے کیونکہ آپ امام ہیں اور ان کی اطاعت کرنا سب پر واجب ہے، قافلہ سالار زینب کبری (س) ہیں ، جو امام زین العابدین (ع) کی قریب ترین ہیں اور خواتین میں سب سے بزرگ ہیں -

راہ حق و حقیقت میں کربلا کی فرض شناس خواتین نے امام عالی مقام (ع) کی بھن حضرت زینب کبری (ع) کی قیادت میں ایمان و اخلاص کا مظاہرہ کرتے ہوئے صبر و تحمل اور شجاعت و استقامت کے وہ جوہر پیش کیے ہیں - جس کی مثال تاریخ اسلام بلکہ تاریخ بشریت میں بھی ملنا ناممکن ہے -

کربلا کی شہادت و اسیری کے دوران خواتین نے اپنی وفاداری اور ایثار و قربانی کے ذریعہ اسلامی تحریک میں وہ رنگ بھرھے ہیں کہ جن کی اہمیت کا اندازہ لگانا بھی دشوار ہے - وہ خود پورے وقار و جلال کے ساتھ قتل و اسیری کی تمام منزلوں سے گزر گئیں اور شکوہ کا ایک لفظ بھی زبان پر نہ آیا۔ نصرت اسلام کی راہ میں پھاڑ کی مانند ثابت قدم رہیں اور اپنے عزم و ہمت کے تحت کوفہ و شام کے بازاروں اور درباروں میں حسینیت کی فتح کے پرچم لہرا دئیے۔ حضرت زینب (س) اور ان کی ہم قدم و ہم آواز ام کلثوم (ع) ، رقیہ (ع) ، رباب (ع) ، ام لیلی (ع) ، ام فروہ (ع) سکینہ (ع) ، فاطمه (ع) اور عاتکہ (ع) نیز امام (ع) کے اصحاب و انصار کی صاحب ایثار خواتین نے شجاعت اور ایثار و قربانی کے وہ لازوال نقوش ثبت کیں۔

ظاہر ہے کہ ان خواتین اور بچوں کو سنبھالنا آسان کام نہیں ہے کہ جنہوں نے عاشور کے دن رنج و مشقت اور غم برداشت کیے تھے، دل خراش واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے اپنے عزیزوں کے داغ اٹھائے تھے اور اب وہ

بے رحم دشمنوں کے محاصرہ میں ہیں اونٹ کی ننگی پیٹھ پر سوار کافر قیدیوں کی طرح لے جایا جا رہا ہے ۔

خواتین کے احساس و جذبات کا بھی خیال رکھنا ہے اور صورت حال میں امام زین العابدین (ع) کی جان کی حفاظت بھی کرنا ہے جو کہ قافلہ میں زینب کی سب سے بڑی اور اہم ذمہ داری ہے وہ پیغام کربلا ہے کہ جو آپ کے ذمے ہے ، لیکن زینب کے حوصلہ میں حد سے زیادہ استقامت اور مقاومت ہے کہ وہ بڑی مشکلوں اور مصائب کے وحشتناک طوفانوں سے ہرگز نہ گھبرائیں اور مقصد امام حسین (ع) کو زندہ جاوید بنانے میں حضرت زینب نے تاریخی اور مثالی نمونہ پیش کیا ہے ۔

### شام کی طرف انقلابی حرکت:

اسیروں کے قافلہ کو چند روز این زیاد کی بامشقت قید میں رکھ کر شام کی طرف روانہ کیا۔ جس وقت سے شام مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوا تھا اس وقت ہی سے وہاں خالد بن ولید اور معاویہ ابن ابی سفیان جیسے لوگ حاکم رہے تھے ، اس علاقے کے لوگوں کو نہ پیغمبر (ص) کی صحبت میسر ہوئی اور نہ وہ آپ کے اصحاب کی روش سے واقف ہو سکے، رسول خدا کہ چند صحابی جو اس سر زمین پر جا کر آباد ہوئے تھے یہ پراگندگی کی زندگی بسر کرتے تھے عوام میں ان کا کوئی اثر و رسوخ نہیں تھا ، نتیجہ میں وہاں کے مسلمان معاویہ ابن ابی سفیان کے کردار اور اس کے طرز زندگی کو ہی سنت اسلام سمجھتے تھے ۔

اسیروں کے قافلے کے شام میں داخل ہونے کے وقت ایسے ہی لوگوں نے شہر شام کو جشن و سور سے معمور کر رکھا تھا ، یزید نے اپنے محل میں مجلس سجا رکھی تھی ، اس کے ہم قماش چاروں طرف بیٹھے تھے تا کہ سارے مل کر اس کامیابی کا جشن منائیں ۔

### بی بی زینب (س) کا یادگار اور تاریخی خطبہ:

زینب (س) اپنی والدہ حضرت فاطمہ زیراء (س) کی طرح ظالمون کے سامنے قد بلند کرتی ہیں، بھرٹے دربار میں خدا کی حمد و ستائش کرتی ہیں اور رسول (ص) و آل رسول (ع) پر درود بھیجتی ہیں اور پھر قرآن کی آیت سے اپنے خطبہ کا اس طرح آغاز کرتی ہیں کہ:

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ إِسْأَوْا السَّوْءَ إِنْ كَذَبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ....

یزید تو یہ سمجھتا تھا کہ تو نے زمین و آسمان کو ہم پر تنگ کر دیا ہے تیری گماشتوں نے ہمیں شہر بہ شہر اسیروں کی صورت میں پھرایا تیری زعم میں ہم رسوا اور تو با عزت ہو گیا ہے؟ تیرا خیال ہے کہ اس کام سے تیری قدر میں اضافہ ہو گیا ہے اسی لیئے ان باتوں پر تکبر کر رہا ہے؟ جب تو اپنی توانائی و طاقت (فوج) کو تیار دیکھتا ہے اور اپنی بادشاہی کے امور کو منظم دیکھتا ہے تو خوشی کے مارٹ آپے سے باہر ہو جاتا ہے ۔

تونہیں جانتا کہ یہ فرصت جو تجھے دی گئی ہے کہ اس میں تو اپنی فطرت کو آشکار کر سکے کیا تو نے قول خدا کو فراموش کر دیا ہے۔ کافر یہ خیال نہ کریں کہ یہ مہلت جو انهیں دی گئی ہے یہ ان کے لیے بہترین موقع ہے ، ہم نے ان کو اس لیے مہلت دی ہے تا کہ وہ اپنے گناہوں میں اور اضافہ کر لیں ، پھر ان پر رسوا کرنے والا عذاب نازل ہو گا ۔

اے پسر طلقاء کیا یہ عدل ہے تیری بیٹیاں اور کنیزیں باعزت پرده میں بیٹھیں اور رسول کی بیٹیوں کو تو اسیر کر کے سر برپنہ کرئے ، انھیں سانس تک نہ لینے دیا جائے ، تیری فوج انھیں اونٹوں پر سوار کر کے شہر بہ شهر پھرائے ؟ نہ انھیں کوئی پناہ دیتا ہے ، نہ کسی کو ان کی حالت کا خیال ہے ، نہ کوئی سر پرست ان کے ہمراہ ہوتا ہے ، لیکن جس کے دل میں ہمارے طرف سے کینہ بھرا ہوا ہے اس سے اس کے علاوہ اور کیا توقع کی جا سکتی ہے ؟

تو کہتا ہے کہ کاش جنگ بدر میں قتل ہونے والے میرے بزرگ موجود ہوتے اور یہ کہہ کر تو فرزند رسول (ص) کے دندان مبارک پر چھڑی لگاتا ہے ؟ کبھی تیرے دل میں یہ خیال نہیں آتا ہے کہ تو ایک گناہ اور بڑے کام کا مرتكب ہوا ہے ؟ تو نے آل رسول (ص) اور خاندان عبد المطلب کا خون بھایا ہے ، اے یزید خوش نہ ہو کہ تو بہت جلد خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو گا ، اس وقت یہ تمنا کرئے گا کہ کاش تو اندھا ہوتا اور یہ دن نہ دیکھتا تو یہ کہتا ہے کہ اگر میرے بزرگ اس مجلس میں ہوتے تو خوشی سے اچھل پڑتے ، اے اللہ تو ہی ہمارا انتقام لے اور جن لوگوں نے ہم پر ظلم و ستم کیا ہے ان کے دلوں کو ہمارے کینے سے خالی کر دے ، خدا کی قسم تو اپنی اوقات سے باہر آگیا ہے اور تم نے اپنے اجداد کے ماضی کو فراموش کر دیا ہے ۔

جس روز رسول (ص) خدا ، ان کے اہل بیت (ع) ، اور ان کے فرزند رحمت خدا کے سایہ میں آرام کرتے ہوں گے تو ذلت و رسوائی کے ساتھ ان کے سامنے کھڑا ہو گا ۔ یہ دن وہ روز ہے جس میں خدا اپنا وعدہ پورا کرئے گا وہ مظلوم و ستم دیدہ لوگ جو کہ اپنے خون کی چادر اوڑھے ایک گوشے میں محو خواب ہیں ، انھیں جمع کرئے گا ۔

خدا خود فرماتا ہے : " راہ خدا میں مرجانے والوں کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کی نعمتوں سے بھرہ مند ہیں ، تیرے باپ معاویہ نے تجھے ناحق مسلمانوں پر مسلط کیا ہے ، جس روز محمد (ص) داد خواہ ہوں گے اور فیصلہ کرنے والا خدا ہو گا ، اور عدالت الہی میں تیرے ہاتھ پاؤں گواہ ہوں گے اس روز معلوم ہو گا کہ تم میں سے کون زیادہ نیک بخت ہے ۔

یزید اے دشمن خدا ! میری نظروں میں تیری بھی قدر و قیمت نہیں ہے کہ میں تجھے سر زنش کروں یا تحریر کروں ، لیکن کیا کروں میری آنکھوں میں آنسو ہیں دل سے آبیں نکل رہی ہیں ، شہادت حسین (ع) کے بعد لشکر شیطان ہمیں کوفہ سے تیرے دربار میں لایا ہے تا کہ اہلبیت (ع) پیغمبر (ص) کی بتک حرمت و عزت کرنے پر مسلمانوں کے بیت المال سے ، جو کہ زحمت کش و ستم دیدہ لوگوں کی محنتوں کا صلہ ہے ، انعام حاصل کرے

جب اس لشکر کے ہاتھ ہمارے خون سے رنگین ہوئے اور دیاں ہمارے گوشت کے ٹکڑوں سے بھر گئے ہیں ، جب ان پاکیزہ جسموں کے آس پاس درندہ کتے دوڑ رہے ہیں ایسے موقع پر تجھے سرزنش کرنے سے کیا ہوتا ہے ؟

اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ تو نے ہمارے مردوں کو شہید اور ہمیں اسیر کر کے فائدہ حاصل کر لیا ہے تو عنقریب تجھے معلوم ہو جائے گا کہ جسے تو فائدہ سمجھتا ہے وہ نقصان کے سوا کچھ نہیں ہے ، اس روز تمہارے کیے کے علاوہ تمہارے پاس کچھ نہ ہو گا ، تو ابن زیاد سے مدد مانگے گا اور وہ تجھ سے ، تو اور تیرے پیروکار خدا کی عدالت کے سامنے کھڑے ہوں گے ۔

تجھے اس روز معلوم ہو گا کہ بہترین توشہ جو تیرتے باپ معاویہ نے تیرتے لیے جمع کیا ہے وہ یہ ہے کہ تو نے رسول (ص) خدا کے بیٹوں کو قتل کر دیا ہے۔

قسم خدا کی میں خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی اور اس کے علاوہ کسی سے شکایت نہیں کرتی ، جو چاہو تم کرو ، جس نیرنگی سے کام لینا چاہو، لے لو ، اپنی ہر دشمنی کا اظہار کر کے دیکھو لو ، قسم خدا کی جو ننگ کا دھبہ تیرتے دامن پر لگ گیا ہے، وہ بُرگز صاف نہ گا ، ہر تعریف خدا کے لیے ہے جس نے جوانان بہشت کے سرداروں کو کامیابی عطا کی ، جنت کو ان کے لیے واجب قرار دیا ہے، خداوند عالم سے دعا ہے کہ ان کی عظمت و عزت میں اضافہ فرمائے ان پر اپنی رحمت کے سائے کو مزید زیادہ کرئے کہ وہ ہر شئی پر قدرت رکھنے والا ہے ۔

#### سفیرہ کربلا کے خطاب سے مردہ ضمیروں میں بیداری:

شام والے رفتہ عراق میں گزر جانے والے حادثے کی حقیقت سے آگاہ ہو گئے اور انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ کربلا والے یزید کے حکم اور کوفہ کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوئے ہیں رسول (ص) خدا کے نواسے حسین بن علی (ع) اور یہ خواتین بچے جنہیں قیدی بنا کر دمشق لایا گیا ہے یہ پیغمبر اسلام (ص) کے اہلبیت (ع) یہ اس کا خاندان ہے جس کی جانشینی کے نام پر یزید ان پر اور دوسرے مسلمانوں پر حکومت کر رہا ہے۔

بازار حمیدیہ جہاں شہدائے کربلا کی عورتوں اور بچوں کو اونٹوں پر لایا گیا۔ خطبہ زینب کبری کے سوختہ جگر اور تقوی سے سرشار دل سے نکلے ہوئے کلمات کا رد عمل یہ ہوا کہ پتھر دل والا بھی جب ایمان و تقوی سے سرشار اور خود کو ناتوان اور مدمقابل کو طاقتور سمجھے لگا۔ چند لحظوں کے بعد ہی قصر یزید میں موت کا سناثا چھا گیا ۔

یزید نے حاضرین کی پیشانیوں سے ناراضی اور نفرت کے آثار دیکھئے تو کہنے لگا خدا ابن مرجانہ کو غارت کرئے ، میں حسین (ع) کے قتل کو پسند نہیں کرتا تھا ، اس کے بعد اس بات کی طرف متوجہ ہوا کہ اسیروں کو اسی حالت میں رکھنا مصلحت کے خلاف ہے ، حکم دیا کہ انہیں دوسرا جگہ منتقل کر دیں ۔ قریش کی خواتین میں سے جو بھی ان سے ملنا چاہتی ہیں، مل سکتی ہیں۔ زینب کی عظمت اور قوت قلب اس وقت اور اچھی طرح آشکار ہو جاتی ہے کہ جب یزید کی مجلس میں آپ کی روحانی حیثیت اور خطبہ اپنا اثر قائم کرتا ہے ۔

جس زینب (س) نے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ اور مکہ معظمہ سے کربلا اور کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام کے سفر کے دوران بڑی بڑی مصیبتوں اٹھائی ہیں اور سفر میں ذرہ برابر آرام میسر نہیں آیا اور کسی ایک شخص یا جماعت کی حمایت کے بغیر قافلہ سالاری کو سنبھالی رہیں اور منزلہ بے منزل ان کی حفاظت کرتی رہیں ۔

اس ماحول میں لب کشائی کے لیے شیر کا کلیچہ اور جرات درکار ہے ، زینب (س) کی رگوں میں علی (ع) و فاطمہ (س) کا خون دوڑ رہا ہے ۔ آپ اپنے زمانہ کے بڑے بت کے سامنے اس شجاعت و شہامت سے ایسے کلام کر رہیں ہیں اور اہلبیت (ع) کی فریاد مظلومیت پوری تاریخ میں پھیلا رہی ہیں اور مردہ ضمیروں کو بیدار کر رہی ہیں ۔

#### کلام زینب (س) کے چند نکات:

جناب زینب (س) کی تقریر ایسی منطقی اور شعلہ ور تھی کہ جس کے مقابلے میں کوئی شخص کھڑا نہیں رہ سکتا تھا ، زینب (س) کی تقریر کی قاطعیت و جامعیت نے یزید جیسی پلید شخصیت کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کر دیا اور رسول (ص) اور آل رسول (ع) کی عظمت و کرامت کو یاد دلایا اور الہی حق کو بنی امیہ کے بنائے ہوئے حق سے جدا کر دیا ۔

اگرچہ آپ (س) کا پورا خطبہ ہی نور و معرفت ہے اور ربیٰ دنیا تک چراغ راہ اور سر چشمہ ہدایت ہے لیکن اس کے چند پہلو بہت اہم ہیں:

ظالم کی پہچان اس کے سیاہ کارناموں سے ہوتی ہے:

جناب زینب (س) کے خطبہ کے روشن نکات میں سے ایک پہلو یزید کے خاندان کے سیاہ کارنامے اور اس کی نسل کی ناپاکی کی حقیقت کو بیان کرنا ہے، زینب (س) خاندان یزید کی پلیدیوں کو شمار کرتی ہیں اور کسی شخص میں ان کی تردید کی طاقت نہیں ہے ۔ اے یزید تو بندہ کا بیٹا ہے اور بندہ وہ عورت ہے کہ جس نے جنگ احمد میں لشکر رسول (ص) کے سردار سید الشہداء حضرت حمزہ کا جگر اپنے دانتوں سے چبا کر پھینک دیا تھا ، ایسے خاندان سے سانحہ کربلا کے علاوہ اور کوئی توقع نہیں کی جا سکتی ۔

تاریخ اسلام میں اسیری کی تعریف:

زینب (س) یزید کو ابن طلقاء کہ کر مخاطب ہوتی ہیں، طلقاء ان لوگوں کو کہتے ہیں جو کہ رسول خدا سے دشمنی رکھتے تھے اور جنگ کرتے تھے لیکن فتح مکہ کے وقت رسول (ص) نے انہیں آزاد کر دیا تھا اور فرمایا تھا :

"اذ هبوا انتم الطلاقا "

جاؤ تم سب آزاد ہو یزید انہیں اشخاص کا بیٹا ہے جنہیں رسول نے آزاد کر دیا تھا اور آج اس نے خاندان پیغمبر (ص) کو اسیر بنا رکھا ہے ، اس جملہ کے ذریعہ زینب (س) نے یزید کو یہ سمجھا دیا کہ در حقیقت قیدی تو ہے ہماری اسیری اور ہماری ذلت پر کوئی دلیل نہیں ہے اور تو ہم سے ہی غصب کیے ہوئے منبر پر اسیری کی حالت میں بیٹھا ہے۔ تیری اسیری کی علامت علی کی بیٹی کا کلام کرنا اور تیرا خاموش ہو کر بیٹھنا ہے۔

جناب زینب (س) کی اس تقریر سے بخوبی یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ بی بی زینب (س) کو تاریخ اسلام پر کتنا عبور تھا ۔

حزب اللہ اور گروہ شیطان:

جناب زینب (س) اپنے سرفراز خاندان کے نام کو حزب اللہ اور یزید کے ناپاک خاندان کو گروہ شیطان کے نام سے یاد کرتی ہیں اور فرماتی ہیں : بڑے تعجب کی بات ہے کہ حزب اللہ ، گروہ شیطان اور آزاد شدہ لوگوں کے ہاتھوں مارا جائے ، ہمارا خون تمہارے ہاتھوں سے ٹپک رہا ہے اور تمہارے منه سے ہمارا گوشت نکل رہا ہے ۔

جناب زینب (س) کے کلام سے تمام با ایمان اور اہل بیت (ع) کا اتباع کرنے والوں کو جو پیغام دیا جا سکتا ہے و عفت و حجاب کا پیغام ہے زینب خاندان پیغمبر (ص) کی خواتین بیٹیوں کو قیدی بنا کر شہروں شہروں ، کوچہ و بازار میں سر برہنہ مجمع عام میں پھرائے پر تند و سخت لہجہ میں اعتراض کرتی ہیں اور اس حرکت کو عدل کے خلاف قرار دیتی ہیں ، یہ حساسیت مسلمان عورت کے حجاب و عفت کی اہمیت کو بتاتی ہے کہ اس کا ہمیشہ دفاع کرنا چاہیے۔

### پیش گوئی:

زینب (س) نے اپنے خطبہ کے آخر میں اعتماد کے ساتھ فرمایا : اے یزید تو اپنے تمام مکر و حیلوں کو استعمال کر لے اور اپنی پوری طاقت سے کوشش کر لے لیکن قسم خدا کی تو ہماری یاد کو نہیں مٹا سکتا ہے اور وحی الہی کو نابود نہیں کر سکتا ہے .... اور ہر تعریف خدا ہی کے لیے ہے کہ جس نے ہمارا آغاز سعادت و مغفرت سے اور اختتام شہادت و رحمت پر کیا ۔

تاریخ کا یہی وہ رخ ہے جو بتاتا ہے کہ امام حسین اپنی اس انقلابی مہم میں اہل حرم کو ساتھ لے کر کیوں نکلے تھے ؟

یزیدی ظلم و استبداد کے دور میں جان و مال کے خوف اور گھٹن کے ساتھ حصول، دنیا کی حرص و ہوس کا جو بازار گرم تھا اور کوفہ و شام میں بسے مال و زر کے بندوں کے لیے بیت المال کا دیبانہ جس طرح کھول دیا گیا تھا، اگر حسین (ع) کے اہل حرم نہ ہوتے اور حضرت زینب (ع) اور امام سجاد (ع) کی قیادت میں اسرائیل کربلا نے خطبوں اور تقریروں سے جہاد نہ کیا ہوتا تو سر زمین کربلا پر بہنے والا شہدائے راہ حق کا خون رائگان چلا جاتا ۔

اور رسول و رسائل سے محروم دنیا کو برسوں خبر نہ ہوتی کہ آبادیوں سے میلوں دور کربلا کی گرم ریت پر کیا واقعہ پیش آیا اور اسلام و قرآن کو کس طرح تھے تیغ کر دیا گیا ۔

ان مظالم کو بیان کر کے جو یزید نے کربلا کے میدان میں اہل بیت رسول (ع) پر روا رکھے تھے؛ حضرت زینب (ع) نے لوگوں کو سچائی سے آگاہ کیا۔ آپ کے خطبہ کے سبب ایک انقلاب برپا ہو گیا جو بنی امیہ کی حکومت کے خاتمے کی ابتداء تھی ۔

جناب زینب کا ایک زرین قول ہے ۔

آپ فرماتی ہیں کہ:

خداوند تعالیٰ کو تم پر جو قوت و اقتدار حاصل ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے اس سے ڈرتے ربو اور وہ تم سے کس قدر قریب ہے اس کو پیش نظر رکھ کر (گناہ کرنے سے) شرم کرو ۔

ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئیں۔ آپ کا روضہ اقدس شام کے دار الحکومت دمشق میں ہے۔

جناب زینب کے خطبات، دینی معارف سے مala مال، اجتماعی پہلوؤں کی حامل حقیقتوں کے عکاس مطالب پر مشتمل تھے۔ جناب زینب جو خود مکتب وحی کی ایک ممتاز معلمہ ہیں ہمیشہ اپنے خطبے کا آغاز پروڈگار عالم کے ذکر سے کرتی ہیں آپ خدا کی یاد میں اس قدر غرق تھیں کہ رضائی الہی کے مقابل تمام مصیبت و آلام کو معمولی تصور کرتی تھیں لہذا پوری جرات و شہامت اور خندہ پیشانی کے ساتھ اسے برداشت کیا اور راہ حق میں پیش آنے والی مصیبتوں کو بھی نعمت الہی تصور کیا۔ جب کوفہ کے گورنر ابن زیاد نے آپ سے پوچھا کہ اپنے بھائی کے سلسلے میں خدا کے امر کو کیسا پایا تو آپ نے بڑے ہی اطمینان و یقین کے ساتھ جواب دیا : بم نے اچھائی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا خدا کی طرف سے یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ انھیں مقتول دیکھے اور اب وہ لوگ خدا کی ابدی بارگاہ میں آرام کر رہے ہیں ، عنقریب ہی خداوند عالم تمہیں اور انھیں قیامت کے دن محشور کرے گا پس تم لوگ اس دن کے بارے میں فکر کرو کہ اس دن حقیقت میں کون کامیاب ہو گا۔

یہ عظیم روحانی اقتدار، جو دشمن کی ذلت و حقارت کا سبب بنا ہے خدا کی جانب سے مدد و نصرت پر اعتماد و اطمینان کا سر چشمہ ہے۔ گویا جناب زینب نے اپنے کو خدا کی لازوال طاقتون سے متصل کر لیا تھا۔

حضرت زینب معاشرے کی ہدایت و رہنمائی میں امام کے کردار اور مقام و منزلت سے بخوبی واقف تھیں اسی لئے واجب سمجھتی تھیں کہ اپنے بھائی امام حسین اور بھتیجے امام زین العابدین (ع) کے عظیم مقام کو اسلامی معاشرے میں امام و راہ بر کے اعتبار سے پہچانیں لہذا آپ نے کوفیوں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

تم لوگ فرزند پیغمبر، جوانان بہشت کے سردار امام حسین اور ان کے بچوں کے قتل سے اپنے دامن پر لگے ننگ و عار کے بدنتما داغ کو کس طرح مٹاوے گے؟ اس عظیم ہستی کے قتل کا داغ، جو تمہارے لئے بہترین پناہ گاہ، امن و اتحاد کا علمبردار، تمہارے دین کا ذمہ دار اور شریعت کا پاسبان تھا ”

حضرت زینب نے قرآنی مفہوم پر کامل تسلط کی بنا پر اپنی تقریروں میں الہی آیات سے استفادہ کیا منجملہ ان کے آپ نے سورہ احزاب کی 33 آیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے خاندان اور اپنی مادر گرامی فاطمہ زبرا (س) اور اپنے والد ماجد حضرت علی (ع) اور اپنے دونوں بھائیوں کی عصمت و طہارت کا اعلان کرتے ہوئے شجاعت و شہامت کے ساتھ فرمایا: اس خدا کا شکر جس نے ہمیں پیغمبر کے ذریعے شرف و کمال عطا کیا اور پر طرح کے نجس سے پاک و پاکیزہ رکھا۔ اسی طرح آپ نے سورہ آل عمران کی 178 آیت کی تلاوت کر کے یزید لعین سے کہا :

تیری یہ عیش و عشرت کی زندگی جلد ہی ختم ہو جائے گی اور تیری یہ بادہ نوشی و مدبوشی عارضی اور چند روزہ ہے۔

خدا وند عالم تجھ سے سخت مواخذہ کرے گا یہ دنیا اور اس کی زندگی گناہگاروں کے لئے مہلت ہے کہ وہ اپنے عذاب میں اور زیادہ اضافے کے لیے موقع فرایم کریں۔

کربلا کی شیر دل خاتون نے باربا اپنے خطبوں میں یزید و ابن زیاد کو ذلیل و خوار کیا اور ان کی کھل کر مذمت کی اور قران و اسلام سے ان کی دیرینہ دشمنیوں کو یاد دلایا۔

آپ نے خدا و پیغمبر کے خلاف ، یزید کی سرکشی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا " تو نے اس کام کے ذریعے خدا کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے اور پیغمبر اسلام ، قران اور احکام اسلامی کا انکار کیا ہے،

اگر مصیبتوں، پریشانیوں، سختیوں اور موجودہ حالات نے ہمیں ایسی منزل پر لا کر کھڑا نہ کیا ہوتا کہ میں تجھ سے کلام کرنے پر مجبور ہوتی تو تجھ جیسے بدترین فاسق و فاجر سے کبھی بھی کلام نہ کرتی، میں تیرے ظاہری رعب و دبدبے کو تیری حقیقی حالت سے بہت زیادہ پست جانتی ہوں اور تجھ پر بہت زیادہ لعنت بھیجتی ہوں۔

حق کی باطل پر کامیابی ایک ایسی سنت الہی ہے جو جناب زینب کے خطبات اور تقریروں میں پوری طرح حکمران تھے۔ جناب زینب کے کلام سے یہ بات صاف طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ باطل اگرچہ ممکن ہے ظاہری کامیابی اور اقتدار پر قبضہ جما لے اور ایک دنیا پرست ظالم و جابر حکمران اپنے جھوٹے جاہ و حشم اور اقتدار کی دھونس جما کر چند دنوں اپنا رعب و دبدبہ قائم کر لے لیکن بالآخر دنیا اور آخرت میں حق کو بی کامیابی ملے گی۔

اسی بنیاد پر جو افراد کربلا میں امام حسین کے ساتھ آخری دم تک موجود رہے ہیں اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے ہیں وہ زندہ جاوید ہیں۔

حضرت زینب نے یزید کو مخاطب کرتے ہوئے بھرے دربار میں فرمایا تھا:

اے یزید، دنیا کی زندگی بہت ہی مختصر ہے اور تیری دولت اور عیش و عشرت کی زندگی اسی طرح ختم ہو جائے گی جس طرح ہماری دنیوی مصیبتوں اور مشکلیوں ختم ہو جاتی ہیں مگر کامیابی و کامرانی ہمارے ساتھ ہے کیونکہ حق ہمارے ساتھ ہے۔

امام حسین کی شہادت کے بعد دراصل حضرت زینب نے حسینی پیغام کو دنیا والوں تک پہنچانا ایک دینی و الہی فریضہ تصور کیا اور اپنی خداداد فصاحت و بلاغت اور بے نظیر شجاعت و شہامت کے ذریعے ظلم و ستم کے خلاف ہمیشہ آواز بلند کی۔ حضرت زینب (س) نے اپنی پاک و پاکیزہ زندگی کے دوران اہل بیت پیغمبر کے حقوق کا دفاع کیا اور کبھی اس بات کی اجازت نہ دی کہ دشمن، واقعہ کربلا سے ذاتی فائدہ اٹھا سکے ، جناب زینب کے خطبوں کی فصاحت و بلاغت اور انداز بیان نے لوگوں کو آپ کے بابا علی مرتضی کی یادیں تازہ کر دیں تھیں۔

اس عظیم خاتون نے الہی حقائق ایسے فصیح و بلیغ الفاظ میں بیان کیے جو ان کے عالمہ غیر معلمہ ہونے اور قرآن و سنت پر کامل دسترس پیدا کر لینے کو ظاہر کرتے تھے۔

چنانچہ عرب کے مشہور و معروف ادیب جاحظ نے کسی کا قول ، کہ جس نے جناب زینب کے خطبوں اور تقریروں کو سنا تھا ، نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

میں حسین ابن علی کی شہادت کے بعد کوفہ میں داخل ہوا اس وقت زینب بنت علی خطبہ دے رہی تھیں ہم نے آج تک اسیری کی حالت میں کسی بھی خاتون کو ان سے زیادہ فصیح و بلیغ خطبہ پیش کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے علی خطبہ دے رہے ہوں۔

اہل بیت اطہار وہ مقدس نفوس ہیں جو فیوضات نبوت سے براہ راست فیض یاب ہوئے اور ربیٰ دنیا تک نور الہی اور راہ حق کے صحیح ترجمان بن گئے۔ خانوادہ رسول ہی وہ مبارک خاندان ہے جس کے معزز و مبارک افراد نے بقاءً حق اور فنائے باطل کیلئے ایثار و قربانی، صبر و استقامت، جرات و شجاعت اور بُمت و عزیمت کی بے مثال و بے نظیر مثالیں قائم کر دیں۔ اور راہ حق پہ بے خوف و خطر چلتے ہوئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔

واقعہ کربلا جہاں فخر بشریت، نواسہ رسول امام حسین کی قربانیوں کا مظہر ہے وہیں دختر بتول سیدہ زینب کے کامل کردار کی عظمتوں کا امین بھی ہے۔ تاریخ میں کوئی عظیم فتح ایسی دکھائی نہیں دیتی جس میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین بھی اپنے پختہ ارادوں، اخلاقی، نظریاتی اور عملی معاونت کے ساتھ شریک کار نہ رہی ہوں۔ اسکی کئی مثالیں اسلام کے دور آغاز سے لے کر واقعہ کربلا تک نظر آتی ہیں۔ ایثار، قربانی، صدق، وفا، صبر، استقامت، جرات اور شجاعت کا سفر جو سیدہ خدیجۃ الکبری سے شروع ہوا میدان کربلا میں وہ سیدہ زینب کی صورت میں درجہ کمال پر دکھائی دیتا ہے۔

فضائل اور کرامات نبوی سے معمور معزز و محترم گھرانے میں پیدا ہو کر، علی حیدر کرار کے جاہ و جلالت کا مظہر بن کر، آغوش زبرا کی پاکیزہ تربیت کا پیکر بن کر، اخلاق و کمالات سے مزین جو کردار تاریخ کی پیشانی کا جہومر بنا زمانہ اسے بی بی زینب کے نام سے یاد کرتا ہے۔ در حقیقت سیدہ زینب کی شخصیت تاریخ بشریت میں کردار کی بلندی کا وہ مینارہ نور ہے جسکی کرنیں انسانیت کے لیے ہمیشہ کیلئے مشعل راہ بن چکی ہیں۔

واقعہ کربلا میں دختر بتول کی بے مثال شرکت نے تاریخ بشریت میں اعلائی کلمتہ الحق کیلئے لڑی جانے والی سب سے بڑی جنگ میں بپا ہونے والے انقلاب کو ربیٰ دنیا کیلئے جاؤ داں بنا دیا۔ کربلا کے عظیم معرکے کے دوران اور اسکے بعد سیدہ زینب کے کردار کا ہر پہلو اہمیت کا حامل اور چراغِ راہ کی مانند ہے مگر آپ کا انقلابی کردار تاریخ کی کتاب میں درخشندہ باب بن کر چمک رہا ہے۔

**محسن نقوی نے کیا خوب کہا ہے :**

آیاتِ حق کی چھائوں میں عصمت کا پھول تھیں

زینب کھیں علی تھیں کھیں پر بتول تھیں

اسلام کا سرمایہ ء تسکین ہے زینب

ایمان کا سلجھا ہوا آئین ہے زینب

حیدر کے خدوخال کی تزئین ہے زینب

شبیر ہے قرآن تو یاسین ہے زینب

یہ گلشن عصمت کی وہ معصوم کلی ہے

تطهیر میں زبرا ہے تو تیور میں علی ہے

التماس دعا.....